عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۱ | ۲ تا ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۴ تا ۲۰ / جون ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۳

اسلام اور احترام انسانیت

مذہب و علم کا مقدس رشتہ

عجائبات مرزا قادیانی

اولیاء اللہ کا تقویٰ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا:

س:......کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کوئی خط آئے' چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری' کھول لیا جاتا ہے اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے' ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اس کے نام کوئی خط آیا تھا۔ آپ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

ج:......کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے' گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے' اور خیانت گناہ کبیرہ ہے۔ اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا کھولنا ناجائز ہے' الا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔

اغوا کرنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

س:......کافی عرصہ سے میرے ذہن میں بھی ایک مسئلہ موجود ہے جو معاشرے کی پیداوار ہے۔ آج کل روز اخبارات جہاں بہت سی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں وہاں کچھ ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں جو رونے پر مجبور کردیتی ہیں۔ یعنی عورتوں کو اغوا کرنا اور ان کی بے عزتی' یہ ایک ایسا ظلم ہے جو مستی زندگی کو ہمیشہ کے لئے آنسوؤں میں دھکیل دیتا ہے اور یہ سب عورتوں کی بے پردگی و بے حجابی اور غلط کتابوں کا نتیجہ ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے آدمیوں کے لئے قرآن میں کیا حکم ہے اور ایسی عورتوں کے لئے؟ بعض ایسی لڑکیاں جو دھوکے سے ایسے حالات کا شکار ہوجاتی ہیں اور وقت گزرنے پر ان کو احساس ہوتا ہے' ان کے لئے قرآن کا کیا کہنا ہے؟ اور گناہ گار کون ہے؟

ج:......آپ نے اس آفت کا سبب تو خود ہی لکھ دیا ہے' یعنی عورتوں کی بے پردگی اور بے حجابی۔ لہٰذا حسب مراتب وہ سب لوگ مجرم ہیں جو ان اسباب کے محرک ہیں یا جو قدرت کے باوجود ان اسباب کا انسداد نہیں کرتے۔ باقی اغوا کرنے والے اور اغوا شدہ لڑکیاں (اگر وہ برضا و رغبت گئی ہوں) چوراہے پر سولی دیئے جانے کے لائق ہیں۔

خواہشات نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا:

س:......ایک مفتی صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے: "طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے"۔ اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں' چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ آپ بتائیں کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

ج:......محض خواہش نفس اور مطلب براری کے لئے کوئی مسلک اختیار کرنا اتباع ہویٰ ہے' جس کا حرام ہونا قرآن و سنت میں منصوص ہے' جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے' وہ دین بھی بدل سکتا ہے' چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہش نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔ نعوذ باللہ۔

ضرب المثل میں "نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑ گئے" کہنا:

س:......بعض افراد دوران گفتگو ضرب المثل کے طور پر ایسی مثال دیتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کو نہیں کہنی چاہئے۔ مثلاً: "گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑ گئے" وغیرہ وغیرہ۔ برائے مہربانی ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں تاکہ لوگ آئندہ ایسی گفتگو سے احتیاط کریں۔

ج:......گو محاورہ میں نماز روزے کی توہین مقصود نہیں ہوتی مگر پھر بھی ایسی مثال نہیں دینی چاہئے۔

بیت الخلا میں اخبار پڑھنا:

س:......بیت الخلا میں اسلامی کتاب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا اور باتیں کرنا کیسا ہے؟

ج:......بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے' اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا گناہ ہے۔

محبت اور پسند کو برا سمجھنا:

س:......ہمارے گھروں میں محبت یا پسند کو اتنا برا کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی اپنا شریک حیات وقت سے کچھ پہلے منتخب کرلے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

ج:......محبت تو بری نہیں لیکن اس کا بے قید ہونا برا ہے' اور یہ بے قیدی آدمی کی صحت و عمر اور دین و دنیا دونوں کو غارت کردیتی ہے۔

☆☆......☆☆

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۲ تا ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۴ تا ۲۰ / جون ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۳

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ	4
مذہب وعلم کا مقدس رشتہ	6
اسلام اور احترام انسانیت	12
اولیاء اللہ کا تقویٰ	18
عجائبات مرزا قادیانی	23

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامہ کے نوٹیفکیشن میں تاخیر

ووٹر لسٹ فارم نمبر ۴ سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقراری حلف نامے کے اخراج نے جہاں قادیانیت سے متعلق دوسری آئینی ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو غیر موثر کرنے کی مذموم کوشش کی تھی وہاں ہزاروں مسلمانوں کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دی گئی سوسالہ قربانیوں پر بھی پانی پھیرنے کی اپنی سی کوشش کی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام سمیت ملک کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے بھرپور احتجاج اور لاہور میں عظیم الشان آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے بعد حکومت نے ووٹر لسٹ فارم نمبر ۴ سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ ختم کرنے کے فیصلہ کو واپس لینے کا اعلان کیا تھا جس کی تفصیل آپ گزشتہ شمارے میں پڑھ چکے ہیں۔ سرکاری ترجمان نے یہ اعلان کیا تھا کہ حکومت نے ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کر دیا ہے جو سرکاری ترجمان کے بقول حکومت کی جانب سے مخلوط طرز انتخاب رائج کرنے کے فیصلے کے بعد ووٹر لسٹ فارم سے حذف کر دیا گیا تھا لیکن غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے اس حلف نامے کی دوبارہ بحالی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ سرکاری ترجمان نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ حکومت نے ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے کے فیصلے سے الیکشن کمیشن کو مطلع کر دیا ہے اور الیکشن کمیشن سے کہا گیا ہے کہ وہ ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ دوبارہ شامل کرے۔ ملک کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے دباؤ اور ملک کے مسلم عوام کے شدید احتجاج ومطالبے کی بنیاد پر حکومت کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کے عقیدۂ جسے اصطلاحاً عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے' کی بحالی کا فیصلہ کرے۔ اس فیصلہ کے بعد یہ توقع تھی کہ حکومت جلد ہی اس بارے میں سرکاری نوٹیفکیشن جاری کرے گی تاکہ یہ فیصلہ مکمل ہو جائے اور اس کے نفاذ کی عملی صورت پیدا ہو جائے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تاحال ایسا کوئی سرکاری نوٹیفکیشن حکومت نے جاری نہیں کیا۔ اس وجہ سے ملک کے مسلم عوام میں ایک دفعہ پھر اضطراب پیدا ہونے لگا ہے۔ عوام یہ توقع رکھتے تھے کہ حکومت نے جہاں اتنا بڑا اقدام اٹھا کر یہ فیصلہ کیا ہے وہاں وہ اس فیصلے کے عملی نفاذ کے لئے بھی سرگرمی دکھائے گی لیکن حکومت کی جانب سے ایسے معاملات کے سلسلے میں ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی روایتی سستی کا مظاہرہ کیا گیا جس نے عوام الناس میں شکوک وشبہات کو جنم دینا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کے کارپردازوں کو خصوصی دلچسپی لے کر نوٹیفکیشن کے اجرأ کو یقینی بنانا چاہئے اور فتنہ انگیز عناصر کی جانب سے اس حوالے سے کی جانے والے تاخیر کا سدباب کرنا چاہئے۔ نیز نئے ووٹر لسٹ فارم کے اجرأ کے بعد سے جتنے قادیانیوں نے مسلمانوں کی حیثیت سے اپنے ناموں کا اندراج کروایا ہے ان کے ناموں کے اندراجات کی فوری منسوخی اور انہیں نئے شائع ہونے والے ووٹر لسٹ فارم میں ناموں کے اندراج کا پابند بنانا بھی اشد ضروری ہے۔

پاک بھارت کشیدگی

وسط ایشیا کی آزاد ریاست قازقستان کے دارالحکومت میں گزشتہ دنوں منعقد ہونے والی سربراہ کانفرنس بھی پاک بھارت کشیدگی ختم کرانے میں ناکام ہوگئی۔ پاکستان اور بھارت اپنے قیام کے وقت ہی سے روایتی حریف خیال کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں دونوں ممالک کے درمیان لڑی جانے والی دو جنگوں نے دونوں ممالک کو ایک دوسرے سے اتنا دور کر دیا ہے کہ اب بظاہر دونوں ممالک کے درمیان ایک طویل مدتی مصالحت کی کوششیں ناممکن ہی دکھائی دیتی ہیں۔

ختم نبوۃ

انہی وجوہات کی بنا پر دونوں ممالک کے درمیان سرحدات خصوصاً لائن آف کنٹرول پر آئے دن جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں جس کا خمیازہ سرحدی دیہاتوں میں رہنے والے عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ان جھڑپوں میں عموماً بھارتی جارحیت کا عنصر غالب رہتا ہے۔ بھارت اپنے جنگی جنون اور ایٹمی طاقت کے علاوہ روایتی ہتھیاروں کی برتری کے زعم میں پاکستان سمیت خطے کے کسی ملک سے سیدھے منہ بات کرنا گوارا نہیں کرتا۔ بھارت کی موجودہ متعصب حکومت کے نظریات نے خطے کی صورتحال کو مزید ابتر بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کو وقتاً فوقتاً دھمکیاں دینا اور اس پر سرحد پار دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات لگانا بھارت کی برسر اقتدار جماعت کا وطیرہ ہے۔ اس کے برعکس پاکستان نے ہمیشہ دہشت گردی کی مخالفت کی ہے اور اس حوالے سے بھارت کے تمام الزامات کی پُرزور تردید کی ہے۔ گزشتہ دنوں بھارت کی جانب سے جن اشتعال انگیز بیانات اور جس غیر ذمہ دارانہ رویہ کا مظاہرہ کیا گیا اس سے قریب تھا کہ دونوں ممالک جنگ کی لپیٹ میں آجاتے لیکن بعض قوتوں کی جانب سے مداخلت کی بنا پر اُس وقت جنگ کے امکانات کچھ کم ہوگئے۔ جارحیت کے حوالے سے بھارت کو ایک بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ پاکستان کے عوام بنیادی طور پر مسلمان ہیں اور پاکستان اسلام کے نام ہی پر حاصل کیا گیا تھا۔ مزید براں قیام پاکستان کے وقت کئی لاکھ مسلمانوں کے خون کی قربانی دی گئی تھی۔ مسلم قوم اگر اپنے علیحدہ ملک کے قیام کے لئے اتنی قربانیاں دے سکتی ہے تو وہ اس کے تحفظ کے لئے اس سے زیادہ قربانیاں دے سکتی ہے۔ بھارت کسی غلط فہمی میں نہ رہے' اس کی ہر ناپاک جسارت کا جواب دینا پاکستان کے مسلم عوام اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر بھارت نے کسی قسم کی جارحیت کا مظاہرہ کیا تو پاکستان کے مسلمان بھارت کے خلاف اعلان جہاد کریں گے۔ ہم بھارت کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے جنگی جنون کی تکمیل اور اپنی برتری کے زعم میں نہ رہے ورنہ الحمدللہ پاکستانی مسلمان اس کے سر میں سمائے ہوئے اس سودے کو اس کے سر سے نکال پھینکنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ کی رحلت

جمعیت علماء اسلام کے سرپرست' ممتاز عالم دین' بے باک خطیب' لاجواب مقرر' حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ گزشتہ دنوں ۷۲ سال کی عمر میں لاہور میں رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ لاہور ہی میں ادا کی گئی۔ حضرت مولانا مرحوم اسلاف کی نشانی تھے۔ آپ ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم ہزارہ ہی میں مکمل کی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے پاس دورۂ تفسیر پڑھنے کے لئے لاہور تشریف لائے تو پھر لاہور ہی کے ہو رہے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریکات ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ سمیت تمام اہم دینی تحریکات میں آپ قائدانہ حیثیت سے شریک رہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جب آپ خطاب کرتے تو گویا مجمع کو مسحور کر لیتے تھے۔ آپ کی پوری زندگی اسلام کی خدمت میں صرف ہوئی۔ آپ کا شمار حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ' حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ' حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک پاکستان اور بیرون پاکستان اپنی خطابت کے ذریعے لاکھوں انسانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ قادیانیوں کے خلاف ہر موقع پر آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دیا اور جماعت کے موقف کی بہترین ترجمانی کی۔ پاکستان کی ہر مذہبی اور دینی تحریک میں آپ نے ہمیشہ صف اوّل کے رہنما کا کردار ادا کیا۔ ہر باطل فرقے کے خلاف آپ نے بے مثال خطیبانہ انداز میں جہاد کیا۔ آپ کی شخصیت قطعاً غیر متنازعہ اور انتہائی قابل احترام حیثیت کی حامل تھی۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک لاہور کے علاقے قلعہ گجر سنگھ کی عبدالکریم روڈ پر واقع جامع مسجد رحمانیہ میں مستقل طور پر خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ گزشتہ کئی برسوں سے آپ مختلف عوارض کا شکار ہونے کی بنا پر علیل چلے آرہے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ہر اہم قومی' ملی اور دینی مسئلہ پر بروقت ردعمل کا اظہار کرتے رہے۔ آپ کے فرزند مولانا محمد امجد خان کا شمار بھی لاہور کے اہم مذہبی رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ کی ملی' دینی اور قومی خدمات مدت العمر یاد رکھی جائیں گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

مذہب و علم کا مقدس رشتہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی احسانات اور آپ کی بعثت و دعوت کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے دین و علم کے درمیان ایک مقدس دائمی رشتہ و رابطہ پیدا کر دیا اور ایک دوسرے کے مستقبل اور انجام کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا' اور علم کی ایسی عزت افزائی کی اور اس کا ایسا شوق دلایا' جس پر کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا' جس کے طبعی نتیجہ میں اسلامی تاریخ میں ایسی علمی و تصنیفی تحریک پیدا ہوئی کہ دین اور آسمانی پیغام کے تحت قائم ہونے والی تہذیبوں اور دوسرے زمانوں میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں خالق کائنات نے نوع بشری کو علم عطا کرنے کے احسان کا ذکر کیا ہے' اور اس میں قلم کو اس کا عظیم وسیلہ قرار دیا' جس سے علم کا تاریخی سفر وابستہ ہے اور جس سے تصنیف و تعلیم کی عالمگیر تحریک جاری ہوئی' اور علم ایک فرد سے دوسرے فرد' ایک قوم سے دوسری قوم' ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا' دنیا میں علم کی اشاعت اور انسانی ضرورت کے مطابق اس کی عمومیت کا فخر اسی کو حاصل ہے' اور اس کی گردش و جنبش سے مدارس و جامعات اور علمی اداروں اور کتب خانوں کی دنیا آباد ہے۔

جہاں تک بشری قرائن و قیاسات کا تعلق ہے' اس بات کا کوئی تاریخی و عقلی قرینہ نہ تھا کہ پہلی وحی کے ذیل میں قلم کا ذکر بھی آ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ وحی ایک امی انسان پر ایک ان پڑھ قوم کے درمیان اور ایک پسماندہ علاقہ میں نازل ہو رہی تھی' جہاں وہ پارۂ چوب جس کا نام قلم ہے' سب سے زیادہ نادر و نایاب شے کی حیثیت رکھتا تھا' اسی لیے عربوں کا لقب ہی امیین پڑ گیا تھا۔

"وہی تو ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک پیمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' اور انہیں پاک کرتا ہے' اور انہیں کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے دراں حالیکہ یہ لوگ پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔" (الجمعہ)

قرآن نے یہودیوں کا قول نقل کیا ہے' جو مدینہ میں عربوں کے پڑوسی تھے' اور ساتھ رہنے کے سبب ان سے بخوبی واقف تھے' وہ کہتے تھے کہ:

"ہمارے اوپر امیوں (ان پڑھ عربوں) کے باب میں کوئی ذمہ داری ہی نہیں۔" (آل عمران)

اور اس امت میں بھی وہ رسولؐ (جن پر وحی نازل کی جا رہی تھی) امیت کاملہ سے ممتاز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے' آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان (کیا چیز ہے؟) لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم ہدایت کرتے ہیں بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں' اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ راہ راست ہی کی ہدایت کر رہے ہیں۔" (الشوریٰ)

دوسری جگہ فرماتا ہے:

"اور آپ تو اس (قرآن) سے قبل نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے' اور نہ اسے (یعنی کوئی کتاب) اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے' ورنہ یہ ناحق شناس لوگ شبہ نکالنے لگتے۔" (العنکبوت)

غار حرا میں نبی امیؐ پر یہ پہلی وحی اترتی ہے (جبکہ چھ سو سال کے طویل وقفہ کے بعد زمین کا آسمان سے بلکہ آسمان کا زمین سے وحی و نبوت کے ذریعہ رابطہ قائم ہوا تھا) تو اس میں عبادت کا حکم اور اللہ کی معرفت و اطاعت وغیرہ کوئی ایجابی یا نہوں کے ترک کرنے یا جاہلیت اور اس کے عادات واطوار پر نکیر جیسی کوئی سلبی بات نہیں کہی گئی (اگرچہ یہ سب باتیں اپنی جگہ پر اہم تھیں اور اپنے اپنے موقع پر ان کی وضاحت و تبلیغ کی گئی) بلکہ کلمہ "اقرأ" سے اس وحی کا آغاز ہوا:

"آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے

ختم نبوۃ

سے پیدا کیا ہے' آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے' جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی ہے' (جس نے) انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دے دی جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔" (العلق)

اس طرح یہ تاریخی واقعہ ظہور پذیر ہوا جس نے مورخین و مفکرین کے غور و فکر کے لئے نئے اور وسیع آفاق مہیا کئے' اور یہ اس حقیقت کا بلیغ اور واضح اشارہ تھا کہ اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت اور مذاہب کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوگا جو وسیع و عمیق معنوں میں قرأت (خواندگی) اور پڑھنے لکھنے کا وسیع و ترقی یافتہ دور اور علم کی حکمرانی کا عہد زریں ہوگا' اور علم و دین دونوں مل کر نئی انسانیت کی تشکیل و تکمیل کریں گے۔

مگر اس "علم و تعلم" کا آغاز اس نبوت کی آغوش میں اور اس مالک کے نام سے ہوگا جس نے اس کائنات اور انسان کو پیدا کیا ہے تا کہ وہ اللہ کے یقین اور اس کی صحیح معرفت کے رنگ میں رنگا ہو اور اس کی روشنی و نگرانی میں اپنا سفر جاری رکھ سکے' اس لئے فرمایا:

"آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے۔"

اس کے ساتھ انسان اپنی حقیقت اور خلقت کو بھی جانتا ہو تا کہ اپنی ہستی کو نہ بھولے اور حد سے نہ بڑھے' اور علم و عقل' صنعت و حرفت اور تسخیر کائنات کے سلسلے میں اپنی فتوحات سے دھوکہ نہ کھائے' اس لئے فرمایا:

"جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔"

پھر قلم کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و قیمت بڑھائی اور علم و قرأت اور تعلیم و تربیت کے میدان میں اس کے کارنامے کا ذکر کیا' جس کا ملکہ اور جزیرۃ العرب میں جاننا آسان نہ تھا جہاں وہ صرف چند آدمیوں ہی کے پاس تھا' اسی لئے جزیرۃ العرب میں پڑھے لکھے شخص کو "الکاتب" کہا جاتا تھا' اسی سیاق میں فرمایا گیا:

"جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی۔"

پھر انسان کی اس صلاحیت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ وہ دینی و کائناتی حقائق' علوم و صنائع اور انکشافات و ایجادات کی جدید ترین معلومات حاصل کر سکتا ہے اور اپنے علم کی حدود بڑھا سکتا ہے' مگر ان سب کا ماخذ و مصدر تعلیم الٰہی اور انسان کی ایسی تخلیق ہے کہ وہ مجہول کو معلوم اور مفقود کو موجود کر سکے' اس لئے فرمایا گیا:

"انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دے دی جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔"

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ پہلی وحی اور سلسلۂ وحی کا نقطۂ آغاز تھا' جس کا بعد کے تمام مرحلوں اور اس مزاج کی تعیین میں خاص دخل ہوتا ہے جو علم و فن' دعوت و تحریک یا مکتب فکر پر حاوی ہوتا ہے' چنانچہ اس دین اسلام اور علم و حکمت کی دائمی رفاقت و ہم سفری رہی ہے' اور یہ دین ہمیشہ تحصیل علم کے انسانی جذبہ اور ان نئی مشکلات کے' جو نسل و عقل انسانی اور ایک صالح تمدن کو درپیش ہوتی ہیں' حل کرنے کی صلاحیت و قدرت کا ساتھ دیتا رہا ہے' وہ علم سے کبھی بیزار اور عقل کے عمل دخل سے کبھی خائف نہیں ہوا۔

کچھ مذاہب ایسے بھی ہیں جو علم کی موت میں اپنی زندگی' اور اس کی شکست میں اپنی فتح محسوس کرتے ہیں' اس کی مثال اس حکایت سے سمجھ میں آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک بار مچھروں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے تیز ہوا کی شکایت کی کہ ہوا ہم پر بہت ظلم ڈھاتی ہے' اور ہم اس کے ہوتے ہوئے موجود نہیں رہ پاتے اور اس کے چلتے ہی ہم کو بھاگنا پڑتا ہے' اس پر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مدعٰی علیہ کو حاضر ہونا چاہئے' چنانچہ ہوا کو بلایا گیا' مگر اس کے آتے ہی مچھر غائب ہو گئے' اس پر فرمایا کہ ہم مدعی کی غیر موجودگی میں کیسے فیصلہ کریں؟ یہی حال بہت سے مذاہب کا ہے' ہندوستان کے بعض قدیم مذاہب اور ان کے متعدد پیشواؤں کے طرز عمل بھی اس کی متعدد شہادتیں فراہم کرتے ہیں۔

یورپ میں عیسائی کلیسا اور علم کی نزاع و کشمکش کا قصہ تو بہت مشہور ہے۔ امریکی مصنف ڈریپر کی کتاب "Conflict Between Religion & Science" (مذہب اور سائنس کے درمیان نزاع) تاریخی دستاویزات پر مشتمل بڑی معلومات افزا کتاب ہے' یورپ کے قرون وسطیٰ میں قائم ہونے والے تفتیشی محکموں اور تحقیقی عدالتوں اور کلیسا کے کشتگان ستم کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' ان لرزہ خیز سزاؤں سے جو ان عدالتوں نے تجویز کیں آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مسیحی اعتقادات کی جانچ کی یہ مذہبی عدالتیں جو رومن کیتھولک کلیسا کی جانب سے عہد وسطیٰ میں اٹلی' اسپین' جرمنی اور فرانس میں قائم کی گئی تھیں' الحاد کے الزام میں گرفتار افراد کو سفاکانہ سزائیں دینے کے لئے مشہور تھیں' اسپین میں عربوں کے زوال کے ساتھ ۱۴۹۰ء میں ان عدالتوں کا نظم و نسق حکومت نے سنبھال لیا تھا' سترھویں صدی سے ان کا زوال شروع ہوا' نپولین نے ۱۸۰۸ء میں یہ پھر قائم کیں اور ۱۸۳۵ء تک یہ کسی نہ کسی شکل میں چلتی رہیں' یہ کہنا مشکل ہے کہ کل کتنے لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے' لیکن اندازاً ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

قرآن نے نازل ہو کر علم کو ایسا عز و وقار بخشا اور علماء کی ایسی قدر و منزلت بڑھائی' جس کی سابقہ صحیفوں اور قدیم مذاہب میں کوئی نظیر نہیں ملتی' اور اس نے علم و

ختم نبوۃ

علماً کی ایسی تعریف کی جس کے ذریعہ اس نے انہیں انبیاً علیہم السلام کے درجہ کے نیچے اور دیگر تمام بشری درجات وطبقات کے اوپر پہنچا دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ کی گواہی ہے کہ معبود نہیں ہے کوئی بجز اس کے اور فرشتوں اور اہل علم کی (بھی گواہی یہی ہے) اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا معبود ہے، کوئی معبود نہیں بجز اس زبردست حکمت والے کے۔" (آل عمران)

"آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار بڑھا دے میرے علم کو۔" (طٰہٰ)

"آپ کہئے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر ہوتے ہیں۔" (الزمر)

"اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔" (المجادلہ)

"اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں۔" (فاطر)

حدیث نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چند اقوال کافی ہیں:

"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ انسان پر ہے۔" (ترمذی)

"علماً انبیاً کے وارث ہیں اور انبیاً کرامؑ نے دینار ودرہم نہیں بلکہ یہ علم ہی میراث میں چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پایا۔" (ابوداؤد، ترمذی)

علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجہ میں تاریخ اسلام میں ایسا علمی نشاط بلکہ ایسا جوش وجذبہ اور علم کے لئے فدائیت وفنائیت کا ولولہ پیدا ہوا جس کے نتیجے میں اس عالمی وابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی ومکانی مسافت طے کی اور اس کی معنوی مسافت تو ان دونوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

ان مسافتوں اور علمی موضوعات کے تنوع کو جاننے کے لئے ان کتابوں سے رجوع کریں جو مختلف زمانوں میں علماً کرام کی کتابوں کے تذکرے پر مشتمل ہیں، بطور مثال چند کا ذکر کیا جاتا ہے: الفہرست ابن الندیم، کشف الظنون حاجی خلیفہ چلپی، معجم المصنفین علامہ محمود حسن ٹونکی (یہ کتاب ۶۰ جلدوں میں بیس ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور چالیس ہزار مصنفین کے حالات کو محیط ہے) الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند مولانا سید عبدالحئی حسنی (طبع دمشق) تاریخ ادب عربی برکلمان، تاریخ التراث العربی فواد سزگین وغیرہ۔

مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور کتاب "تمدن عرب" میں لکھتا ہے:

"عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے، اس خاص امر میں بہت سی اقوام ان کے برابر ہوئی ہیں لیکن بمشکل کوئی ان سے بازی لے جاسکی، جب وہ کسی شہر کو لیتے تو ان کا پہلا کام وہاں مسجد اور مدرسہ بنانا ہوا کرتا، بڑے شہروں میں ان کے مدارس ہمیشہ بکثرت ہوتے تھے۔

بنجمن دلی تو ویل جو ۱۱۷۳ء میں مرا ہے، بیان کرتا ہے کہ اس نے اسکندریہ میں بیس مدرسے دیکھے۔

علاوہ عام مدارس تعلیمی کے بغداد، قاہرہ، طلیطلہ، قرطبہ وغیرہ بڑے شہروں میں دارالعلوم تھے، جن میں علمی تحقیقات کے کارخانے، رصد خانے، عظیم الشان کتب خانے غرض کل مصالح علمی تحقیقات کا موجود تھا، صرف اندلس میں ستر عام کتب خانے تھے۔

مورخین عرب کے اقوال کے بموجب الحاکم ثانی کے کتب خانہ میں جو قرطبہ میں تھا، چھ لاکھ جلدیں تھیں، جن میں سے چوالیس جلدوں میں صرف فہرست کتب تھی، اس کے متعلق کسی نے بہت درست کہا ہے کہ چار سو برس بعد جب چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانہ کی بنیاد ڈالی تو وہ نوسو جلدوں سے زیادہ نہ جمع کرسکے اور ان میں سے کتب مذہبی کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی۔" (تمدن عرب)

علم کے صحیح مقصد کی طرف رہنمائی اور اسے مثبت، تعمیری ومفید اور ذریعۂ یقین بنانے کے سلسلے میں بعثت محمدی اور دعوت اسلامی کے کردار کی اس سے زیادہ اہمیت اور قدر وقیمت ہے، جو اس نے علمی تحریک کی فعالیت ووسعت کے سلسلے میں ادا کیا ہے۔

علم کی کڑیاں بکھری ہوئی بلکہ بسا اوقات متضاد تھیں، علم طبعیات وحکمت دین سے برسر پیکار تھے حتیٰ کہ ریاضی وطب جیسے علم کے ماہرین بھی بعض اوقات الحادی نتیجے نکالتے تھے چنانچہ یونان کے حکماً (جنہوں نے کئی صدیوں تک فلسفہ وریاضیات میں اپنا امتیاز قائم رکھا تھا) یا تو مشرک تھے یا ملحد، اور یونان کے علوم اور مدارس فکر دین کے لئے خطرہ اور ملحدین کے لئے سند اور نمونہ بنے ہوئے تھے، اس صورت حال میں یہ اسلام کا بڑا احسان تھا کہ اس نے ایسی وحدت قائم کی جو تمام علمی اکائیوں کو مربوط کردیتی تھی، اور اس کے لئے ایسا کرنا اس لئے آسان ہوسکا کہ اس کا علمی سفر صحیح نقطۂ آغاز سے ہوا تھا، اس نے اسے اللہ پر ایمان، اس سے مدد طلبی، اور اس پر اعتماد کے ذریعہ اور "اقرأ باسم ربك الذي خلق" کی تعمیل میں شروع کیا تھا اور آغاز کی صحت اکثر اوقات انجام کی صحت وخیریت کی ضمانت ہوجاتی ہے، اسلام

نے قرآن وایمان کے فیض وفضل سے ایسی وحدت کا انکشاف کیا جو تمام وحدتوں کو مربوط کردیتی ہے' اور وہ وحدت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت ہے' جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے:

"اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے' تو پاک ہے' سو محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔" (آل عمران)

زمانۂ ماسبق میں کائناتی وحدتیں (یعنی اس کے مظاہر اور حوادث وتغیرات) انسان کو متضاد نظر آتے تھے اور اسے حیرت واضطراب میں ڈالتے تھے اور کبھی کفر والحاد اور خالق عالم اور مدبر کائنات کے اوپر طعن واعتراض تک پہنچا دیتے تھے' اسے دیکھتے ہوئے ایمان وقرآن پر مبنی "اسلامی علم" نے دنیا کو ایسی وحدت عطا کی جو کائناتی وحدتوں کو جمع کردیتی ہے' اور وہ اللہ کا غالب ارادہ اور اس کی حکمت کاملہ ہے۔

جرمن مفکر ہیرالڈ ہوفڈنگ اس وحدت کی دریافت اور انسانی زندگی اور علم واخلاق کے تاریخی سفر میں اس کے مؤثر کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ہر مذہب کا ایمان توحید پر ہے' جس کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے کی علت وجود ایک ہی ہے (اس فکر سے لازمی طور پر پیش آنے والی مشکلات سے قطع نظر) یہ ایمان واعتقاد فطرت انسانی پر بڑا مفید اور اہم اثر مرتب کرتا ہے' اور اس کے ماننے والوں کے لئے یہ عقیدہ رکھنا آسان ہوجاتا ہے کہ (بعض اختلافات وتفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے) عالم کی تمام چیزیں ایک قانونی وحدت سے منسلک ہیں کیونکہ علت کی وحدت' قانون کی وحدت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

ازمنۂ وسطیٰ کے دینی فلسفہ نے کثرت میں وحدت کا تصور لوگوں کے ذہنوں میں بٹھادیا' جس سے غیر مہذب انسان طبعی مظاہر کی کثرت کے سبب اس سے غافل تھا' اور اس کثرت کے مشاہدہ میں اس لئے غلطاں وپیچاں رہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ان میں ربط ذاتی پیدا کرنے کا کوئی سررشتہ نہ تھا۔"

اس طرح علم بامقصد مفید' اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن گیا' اور اس نے اپنی کوشش انسانیت کی خدمت اور تمدن ومعاشرہ کی سعادت کے لئے وقف کردی' اور یہ طرز فکر انسانی فکر وعمل کی دنیا پر سب سے بڑا احسان تھا' جس نے انسانیت کی قسمت بدل دی اور فکر انسانی کا رخ تبدیل کردیا' مغربی مفکرین نے بھی علوم وفنون اور انسانی فکر پر قرآن کے اس احسان کا ذکر کیا ہے' ہم ان میں سے یہاں دو گواہیوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

مشہور مستشرق مارگولیتھ جو اسلام کے خلاف اپنے تعصب کے لئے مشہور ہے' راڈویل کے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

"دنیا کے عظیم مذہبی صحیفوں میں قرآن ایک اہم مقام رکھتا ہے' حالانکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے' مگر انسان پر حیرت انگیز اثر ڈالنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے' اس نے ایک نئی انسانی فکر پیدا کی اور ایک نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔"

ایک اور مستشرق ہارٹونگ ہرشفیلڈ لکھتا ہے:

"ہم کو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ قرآن علوم کا سرچشمہ ہے' آسمان' زمین' انسانی زندگی' تجارت وحرفت جن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے' ان پر متعدد کتابوں یا تفسیروں میں روشنی ڈالی گئی اور ان پر بحث ومباحثہ کا دروازہ کھلا اور مسلمانوں میں بالواسطہ مختلف علوم کی ترقی کا راستہ ہموار ہوا' اس نے صرف عربوں ہی پر اثر نہیں ڈالا بلکہ یہودی فلاسفہ کو بھی اس پر آمادہ کیا کہ وہ مذہبی ومابعد الطبعی مسائل پر عربوں کی پیروی کریں اور آخر کار عیسائی علم کلام کو عرب الٰہیات سے جس طرح فائدہ پہنچا اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

روحانیت کے میدان میں اسلام کی کوشش مذہبیات تک محدود نہیں رہی' یونانی فلکیات اور طبی تحریروں سے واقفیت نے ان علوم کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ دنیا کو وحی ملی' اس میں اجسام فلکیہ کے گردش کرنے کا ذکر ان کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی نشانی اور انسان کی خدمت کے طور پر کیا گیا' تمام مسلم اقوام نے فلکیات کا بڑی کامیابی کے ساتھ مطالعہ کیا' صدیوں تک وہی علم کے حامل رہے' اور آج بھی اکثر ستاروں کے عربی نام اور متعلقہ الفاظ مستعمل ہیں' یورپ میں عہد وسطیٰ کے ماہرین فلکیات عربوں کے شاگرد تھے۔

اسی طرح قرآن نے طبی علوم کی تحصیل کی ہمت افزائی کی' اور عمومی طور پر فطرت کے مطالعہ اور غور وفکر کی جانب توجہ مبذول کی۔"

ہمیں آسمانی مذاہب وکتب میں سے کسی مذہب وکتاب کا علم نہیں جس نے عقل سے کام لینے اور اس سے فائدہ اٹھانے' غور وفکر وتجربات سے نتیجہ نکالنے' اسباب ومسببات اور نتائج ومقدمات کا ربط

ختم نبوة

معلوم کرنے اور کائنات سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی ہو' اور اپنے ماحول پر غور کرنے کی انسانی صلاحیت سے کام نہ لینے' آیات انفسی و آفاقی سے اعراض' ممالک و اقوام کی زندگی کے گزشتہ واقعات سے عدم عبرت و نصیحت اور فرد و جماعت اور حکومتی سطح کے اعمال و اخلاق کے نتائج سے روگردانی پر قرآن مجید کی طرح گرفت کی ہو۔

قرآن نے ظاہری حواس سے' جن میں آنکھ کو بڑی اہمیت حاصل ہے' کام لینے اور ٹھیک طور سے دیکھنے کی بہت ترغیب دی ہے تاکہ انسان بصارت سے بصیرت تک پہنچ سکے' اس پہلے مرحلہ کے بارے میں فرمایا گیا:

"کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے رہتے ہیں' پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کر دیتے ہیں' جس سے ان کے مویشی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی' تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں؟" (السجدہ)

نیز اس عظیم قوت و نعمت (بصارت) سے کام نہ لینے کی مذمت کی گئی جو ہدایت کا وسیلہ ہے:

"سو اندھے اور بہرے ہو گئے' پھر اللہ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی' پھر بھی ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہی رہے' اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے ان کے کرتوت۔" (المائدہ)

"آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟" (الانعام)

"دونوں فریقوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور ایک دیکھنے والا اور سننے والا' کیا (یہ) دونوں حالت میں برابر ہیں؟ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" (ہود)

"آپ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے؟ یا یہ کہ کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوئی ہے؟" (الرعد)

"اور نہ اندھا اور آنکھوں والا کہیں برابر ہیں' اور نہ تاریکیاں اور روشنی ہی۔" (فاطر)

آیات الٰہی سے اعراض اور چشم پوشی پر سختی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اور کتنی ہی نشانیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ ان پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ان کی طرف سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔" (یوسف)

اور آنکھ والوں کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا:

"سو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔" (الحشر)

عقل سے کام لینے اور عقلمندوں کو غیرت دلانے کے لئے "تعقلون" کا کلمہ قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے' حتیٰ کہ ان آیتوں کی تعداد تیس تک پہنچ گئی ہے جن میں یہ کلمہ استعمال ہوا ہے' ہم مثال کے طور پر چند آیات کا ذکر کرتے ہیں:

"اللہ اسی طرح تمہارے لئے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے' شاید کہ تم سمجھو۔" (البقرہ)

"ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کر چکے ہیں۔" (آل عمران)

"اور آخرت ہی کا گھر ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو ڈرتے رہتے ہیں' سو کیا وہ عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔" (الاعراف)

"یقیناً ہم تمہاری طرف ایسی کتاب اتار چکے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے' تم کیا پھر بھی نہیں سمجھتے؟" (الصافات)

اہل جہنم کے اس حاسہ شریفہ سے کام نہ لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اور وہ (یہ بھی) کہیں گے کہ ہم اگر سن لیتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے۔" (الملک)

اسی طرح کلمہ "یعقلون" مدح و اثبات کے سیاق میں بیس سے زائد بار آیا ہے۔

قرآن کا یہی معاملہ دعوت فکر دینے' اہل تفکر کی تعریف اور فکر سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کے سلسلے میں ہے' چنانچہ قرآن میں یہ کلمہ گیارہ بار آیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یہ ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (برابر) یاد کرتے رہتے ہیں' اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔" (الاعراف)

"بے شک ان سب میں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں دلائل موجود ہیں۔" (الرعد)

اسی غور و فکر کے ذریعہ مومنین و عارفین اس حقیقت کبریٰ تک پہنچ سکے جس کے بارے میں قرآن شریف نے ان کی زبان سے کہا ہے:

"اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا۔" (آل عمران)

اس کے نتیجہ میں وہ فکری سرگرمی سامنے آئی' جس نے علوم و صنائع اور تہذیب انسانی کو متاثر کیا اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا' گویا ایک ایسا وسیع دریچہ اور روشن دان کھل گیا جس سے روشنی اور تازہ ہوا آنے لگی' اور اسلام نے گویا اس قفل کو توڑ دیا یا کھول دیا جسے آزادی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اور فکر سلیم کے دشمنوں اور قدیم مذاہب کے نام نہاد نمائندوں نے عقل انسانی پر ڈال رکھا تھا اور دنیا اپنی اس گہری نیند سے بیدار ہوگئی جو اس پر ہزاروں سال سے طاری تھی، اس نے اس نیند سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنی فوت شدہ ترقی کی بازیافت اور راستہ کی مشکلات سے نمٹنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا اس عالمی تاثر اور تنوع تحریک کے بارے میں ایک فرانسیسی مفکر جلویت کاسٹیلوٹ اپنی کتاب ”قانون تاریخ“ میں لکھتا ہے:

”وفات نبوی کے بعد عربوں نے بڑی تیز رفتار ترقی کی اور اشاعت اسلام کے لئے وقت بھی بہت سازگار تھا اسی کے ساتھ اسلامی تہذیب نے بھی حیرت انگیز ترقی کی اور فتوحات کے جلو میں وہ ہر جگہ فروغ پانے لگی اور علوم وفنون اور شعر وادب میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے اور اس طرح عرب چند صدیوں تک اپنے ہاتھوں میں عقل کی مشعل اٹھائے رہے اور ان تمام علوم کی نمائندگی کی جن کا تعلق فلسفہ فلکیات کیمیا طب اور روحانی علوم سے تھا اس طرح وہ صرف عرفی معنوں ہی میں فکری رہنما اور موجد ومخترع نہیں تھے بلکہ اپنی علمی خدمات کے نتیجہ میں جنہیں انہوں نے بڑی عالی دماغی سے انجام دیا تھا وہ اس کے بجا طور پر مستحق تھے عربی تمدن کی عمر کم تھی مگر اس کے اثرات بہت دوررس تھے اور ہم اس کے زوال پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔“

آگے چل کر وہ لکھتا ہے:

”اگرچہ حکمراں جاگیردارانہ ذہن رکھتے تھے مگر ان کے ذریعہ جو کام ہوا وہ ان کی شخصیت سے کہیں بلند تھا اسی کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز تہذیب وجود میں آئی یورپ عربی تمدن کا احسان مند ہے جب وہ دسویں صدی سے چودھویں صدی تک غالب وحکمران تھی یورپ نے اس سے فلسفیانہ اور علمی فکر میں استفادہ کیا جس نے قرون وسطی میں خاموش اثرات مرتب کئے ہمیں وہ عربی تمدن عربی علوم اور عربی ادب و فن کے آگے جاہل اور گنوار نظر آتا ہے وہ اس صحت مند فضا سے مستفید ہوا جو اس زمانے میں عربی افکار کے ذریعہ قائم تھی۔“

ان چار صدیوں میں عربی تمدن کے سوا کوئی تمدن نہ تھا اور علمائے عرب ہی اس کا علم بلند کئے ہوئے تھے۔

موسیو لیبان اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

”لوگ تجربہ و مطالعہ اور استقرائی منطق کو جو علم جدید کی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں فرانس بیکن کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے۔“

رابرٹ بریفالٹ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

”یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔“

بریفالٹ آگے چل کر لکھتا ہے:

”صرف طبعی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب اسلامی تہذیب و تمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوئیں۔“

☆☆..............☆☆

اعلان

شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کے علوم و معارف، مواعظ و ملفوظات، مقالات و مضامین اور خطوط و مکاتیب کی جمع و ترتیب کے علاوہ ان کی مفصل سوانح حیات کی ترتیب و تدوین کے لئے حضرت کے خدام و احباب کا بھرپور اصرار ہماری دلی خواہش اور پروگرام ہے۔ اس لئے جن حضرات کے پاس حضرت شہیدؒ کی کوئی تقریر، وعظ، ملفوظ اصلاحی یا تحقیقی مکتوب، کسی شرعی مسئلہ کے حل پر مشتمل غیر مطبوعہ جواب، درسی کاپی یا حضرتؒ کی حیات سے متعلق کوئی واقعہ ان کی یادداشت یا علم میں ہو تو اس کو نقل کر کے ہمیں ارسال کریں، اصل نہ بھیج سکیں تو اس کا فوٹو ہی ارسال کریں اور اس قومی امانت کو امت تک پہنچانے میں ہماری مدد فرمادیں۔ والاجر علی اللہ۔

رابطہ کے لئے:

مولانا سعید احمد جلال پوری/

صاحبزادگان حضرت شہیدؒ

۱:......دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

۲:...... لدھیانوی ٹرسٹ، متصل جامع مسجد فلاح، بلاک ۱۴، نصیر آباد فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

ختم نبوۃ

اسلام اور احترامِ انسانیت

مولانا محمد سلمان منصور پوری

رشتے داری کا خیال

اسلام کی انسانی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے اعزاء واقرباء اور رشتے داروں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے اور ان کی حتی الامکان خبرگیری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے حتی کہ اگر کوئی رشتے دار کسی وجہ سے ناراض بھی ہو جائے پھر بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا انتہائی اجر وثواب کا باعث ہے' اس لئے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا میں امن وامان کے قیام اور فتنہ وفساد سے حفاظت کے لئے سب سے پہلے گھر' گھر اور خاندان' خاندان میں اتفاق واتحاد اور ایک دوسرے پر اعتماد کا وجود لازم ہے' اگر گھر اور قبیلے میں امن کی فضا پیدا نہیں ہوگی تو پھر یہ دنیا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جائے گی' اس لئے اسلام نے نہایت ہی تاکید سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی تلقین فرمائی ہے' جو لوگ صلہ رحمی کا خیال کرتے ہیں ان کی تعریف کی گئی ہے' اور جو قطع رحمی کے مرتکب ہیں ان کی مذمت بیان ہوئی ہے' قرآن کریم میں صلہ رحمی کرنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

"اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے ملانے کو فرمایا ہے' اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے' اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا۔" (سورۂ رعد:۲۱)

آگے ایسے لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے' جب کہ ان کے برخلاف رشتہ داریوں کو قطع کرنے والے لوگوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے انہیں جہنم کی وعید اس طرح سنائی گئی ہے:

"اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد' اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے' اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔" (سورۂ رعد:۲۵)

نیز احادیث طیبہ میں بھی صلہ رحمی کی انتہائی تاکید وارد ہے:

☆......حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اسے چاہئے کہ رشتہ داریوں کو جوڑ کر رکھے۔

(بخاری شریف ج۲ ص۸۸۵ حدیث ۵۷۵۱)

(الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۲۷)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ رشتہ داری عرش خداوندی پکڑے ہوئے (قیامت میں) کہے گی کہ جو مجھے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے گا' (اللہ اس پر رحم وکرم فرمائے گا) اور جو شخص مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔

(بخاری شریف ج۲ ص۸۸۶' مسلم شریف ج۲ ص۳۱۵' الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۲۹)

☆......حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سے بغض رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کرے۔

(رواہ الطبرانی' الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۳۱)

☆......حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا اور آخرت کے سب سے بہترین اخلاق پر رہنمائی نہ کروں' وہ یہ ہے کہ تم اپنے سے رشتہ داری کاٹنے والے کے ساتھ جوڑ کا معاملہ کرو اور جو تمہیں محروم کرے اس کو عطا کرو' اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو۔

(الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۳۲)

☆......حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نیکیوں میں سب سے جلدی ثواب صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ملتا ہے اور برائیوں میں سب سے جلدی سزا بغاوت اور قطع رحمی کی ملتی ہے۔

(ابن ماجہ ۳۲۰ الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۳۲)

یہ ہے رشتہ داری کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ! اس کے برخلاف آج دنیا میں روز بروز رشتے ناتوں کی اہمیت ختم ہوتی جارہی ہے اور قرابت داری کے بندھن ٹوٹتے جارہے ہیں' بالخصوص مغربی دنیا میں ہر شخص مادر پدر آزاد ہے اور ہر انسان صرف اپنے مفاد کو فوقیت دیتا ہے' قرابت اور عزیزداری کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی' ایسا بے نیاز اور خودغرض معاشرہ بھلا انسانیت نواز کیسے ہوسکتا ہے؟

یتیموں کی خبر گیری:

اسلام نے ان معصوم بچوں کی خبر گیری کی تاکید کی ہے جو بچپن ہی میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ عام طور پر دنیا میں یتیموں کا حال ناگفتہ بہ ہوتا ہے' اجنبی تو دور کی بات' خود ان کے رشتے داران بے سہارا یتیموں کے حقوق غصب کرنے کے درپے رہتے ہیں' اور یہ معصوم بچے انتہائی گھٹن اور تنگی میں زندگی گزار دیتے ہیں' اسلام نے جہاں ان پر ظلم اور ان کے مال میں خیانت کو عظیم جرم قرار دیا ہے وہیں ان کی خبر گیری اور ان کے ساتھ خیر خواہی کو عظیم ثواب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن میں یتیموں کے مال کو غصب کرنے والے ظالموں کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں
کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی
بھر رہے ہیں' اور عنقریب داخل ہوں گے
آگ میں۔" (النساء:۱۰)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دونوں اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے کہ شہادت کی اور بیچ کی انگلی۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۸' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۳)

اور ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلم یتیم بچے کو کفالت میں لے کر اس کے کھانے پینے کا نظم کرے تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں ضرور داخل کرے گا الا یہ کہ وہ (خدانخواستہ) ایسا گناہ کر بیٹھے جو ناقابل معافی ہو۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۳' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم باعزت طریقے پر رہتا ہو' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو' اور سب سے بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک برتا جاتا ہو۔ (الترغیب و الترہیب ج ۳ ص ۲۳۶)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے دل کی سختی کی شکایت کرنے لگا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دل میں نرمی آجائے اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے؟ تو تم یتیم پر رحم کیا کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور اپنا کھانا اسے کھلایا کرو تو تمہارا دل نرم ہوجائے گا اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے گی۔ (رواہ الطبرانی الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۷)

بہرحال اسلام نے یتیموں کی خبر گیری پر بڑا زور دیا ہے' جو اسلام کی انسانیت نوازی کی واضح علامت ہے۔

بیواؤں اور مسکینوں کی رعایت:

معاشرے کے دبے کچلے افراد جن کا کوئی سہارا نہ ہو اور جن کی طرف سے کوئی وکالت کرنے کو تیار نہ ہو' ان کی حمایت اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد بھی اسلام میں انتہائی اہم ترین عمل ہے' قرآن کریم میں جابجا مسکینوں پر رحم و کرم کی تلقین کی گئی ہے' نیز احادیث طیبہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کمزور لوگوں کی حمایت کو انتہائی باعث اجر و ثواب عمل قرار دیا ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والا شخص اللہ کے راستے میں مسلسل نماز پڑھنے والے اور دن میں مسلسل روزے رکھنے والے شخص کی طرح ہے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۸' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۸)

پڑوسیوں کا خیال:

اسلام ایک فطری اور اجتماعی مذہب ہے' اس کی انسانیت نواز تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہ کر زندگی گزارنے کی تاکید کرتا ہے۔ آج کل کے نام نہاد مہذب معاشرے کی طرح نہیں کہ جس میں ہر جگہ انفرادیت ہی انفرادیت ہے اور ہر انسان صرف اپنی غرض کا غلام ہے' دوسرے کی زندگی سے اسے کوئی واسطہ اور مطلب نہیں' یہ انفرادیت پسندی انسانیت نہیں' بلکہ جانوروں کی سی زندگی ہے جہاں ہر فرد دوسرے سے مستغنی ہو کر صرف اپنے ذاتی مفاد کو فوقیت دیتا ہے' آج مغربیت زدہ "پوش کالونیوں" میں جاکر دیکھنے سے یہ المناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک محلہ میں دو پڑوسی سالوں سے رہتے ہیں مگر ایک کو دوسرے کی حالت کا کوئی علم نہیں۔ آج حال یہ ہے کہ دور دراز رہنے والوں سے تو اپنے

مفادات کی وجہ سے تعلقات بڑھانے کی فکر کی جاتی ہے لیکن اپنے قریبی پڑوسیوں پر کیا گزر رہی ہے؟ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اسلام اس طرز فکر کا قطعاً مخالف ہے' اور اس بہیمانہ زندگی کو انسانیت کے خلاف تصور کرتا ہے' پڑوسی خواہ کوئی بھی ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں داخل ہے۔

پڑوسی تین طرح کے ہوسکتے ہیں:

۱:...... وہ پڑوسی جو رشتہ دار ہو اور مسلمان ہو' اس کے تین حق ہیں: اول اسلام کا' دوسرے رشتے داری کا' تیسرے پڑوسی ہونے کا۔

۲:...... وہ پڑوسی جو اجنبی ہو مگر مسلمان ہو' اس کے دو حق ہیں: اول مسلمان ہونے کا' دوسرا پڑوسی ہونے کا۔

۳: وہ پڑوسی جو اجنبی ہو اور غیر مسلم ہو اس کا ایک ہی حق ہے یعنی پڑوسی ہونے کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے یا نہیں؟ یا وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ بلکہ پڑوسی ہونے کے اعتبار سے ان کے ساتھ یکساں طور پر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے' اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ہدایات فرمائی ہیں جن میں سے بعض کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:

☆ ...... حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۵۰' الترغیب والترہیب ص ۲۴۴ ج ۳)

☆ ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کی نظر میں اچھا ہو' اور پڑوسیوں میں اللہ کی نظر میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کی نظر میں اچھا ہو۔ (رواہ الترمذی' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۵)

☆ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل برابر مجھ کو پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرماتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اس کو وراثت میں بھی شریک کرنے کا حکم دے دیں گے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۹' مسلم ج ۲ ص ۳۲۹' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۵)

☆ ...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!

HB Trustable Mark
فون:5215551-5675454
فیکس:5671503
Hameed Bros Jewellers
3, Mohan Tarrace Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-3
HB
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس، نزد جلال دین، شاہراہ عراق، صدر کراچی

پڑوسی کا کیا حق ہے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے قرض مانگے تو تم اسے قرض دے دو' اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کی مدد کرو' اور اگر وہ محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو' اور اگر وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرو' اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اسے کوئی خوشی کی بات میسر ہو تو اسے مبارک باد دو' اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اسے تسلی دو' اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو' اور اس کی اجازت کے بغیر اتنی اونچی عمارت نہ بناؤ جس سے اس کی ہوا رک جائے' اور اپنے کھانے کی خوشبو سے اسے اذیت مت دو' الا یہ کہ پکا کر کچھ اس کے یہاں بھی بھیج دو۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۳)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے قریب میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۳)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۹' مسلم ج ۱ ص ۵۰' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۸)

☆...... حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ قسم بخدا! وہ شخص مومن نہیں' تو آپ سے پوچھا گیا کہ کون یا رسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۹' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۹)

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اس پہلو پر کتنی توجہ فرمائی ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات میں انسانیت نوازی کا ایک نہایت روشن ورق ہے' جس کی طرف سے آج دنیا برابر غفلت برت رہی ہے۔

مصیبت زدگان اور مسافروں کی مدد:

اسلام نے انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو وقتی مصائب سے دوچار ہونے والے افراد کی مدد پر بھی آمادہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ مسافروں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کی گئی ہے حتیٰ کہ زکوٰۃ وصدقات کے مصارف میں سے ایک اہم مصرف مسافروں کی مدد کا بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"زکوٰۃ جو ہے سو وہ ہے حق مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور جن کا دل لبھانا مقصود ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان (غلاموں کو آزاد کرنے میں بھریں' اور اللہ کے راستے میں اور راہ کے مسافر کو۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں شروع ہی سے انسانی ہمدردی سب سے فوقیت رکھتی تھی' چنانچہ جب آپ کو نبوت عطا ہوئی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے تسلی کے لئے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ آپ ؐ کے اخلاق طیبہ پر پوری روشنی ڈالتے ہیں' حضرت خدیجہؓ نے فرمایا تھا:

"ہرگز نہیں! آپ خوشخبری قبول فرمائیے! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ فرمائے گا' قسم بخدا! آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں' سچ بولتے ہیں' مصیبت زدہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں' لاچاروں کو کما کر دیتے ہیں' مہمان نوازی فرماتے ہیں اور حادثات وغیرہ میں متاثرین کی مدد فرماتے ہیں۔"

الغرض مصیبت زدگان اور پریشان حال لوگوں کا تعاون ایک اسلامی فریضہ اور انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ ہے جس کی اسلام نے تلقین کی ہے۔

غلاموں اور ملازموں کے ساتھ حسن سلوک:

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر سمجھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا' اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لئے جدوجہد کی' قرآن کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ (سورۂ نساء)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے' لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس میں سے اسے پہنائے' اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو' اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو خود ان کی مدد کرو۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۹)

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۵۱' ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۷۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپ نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۷۰۱)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کی کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں؟ کس طرح ان کے حقوق غصب کیے جاتے ہیں؟ کیسی کیسی اذیتوں سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے؟ وہ ناقابل بیان ہے' اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا' اسی دوران میں' میں نے اپنے پیچھے یہ آواز سنی کہ "اعلم ابا مسعود" (ابومسعود خبردار) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے' پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپ ہی مجھے آواز دے رہے تھے' چنانچہ آپ کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابومسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے' حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضرت! میں اب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اسے فوراً آزاد کر دیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی۔ (مسلم شریف ج۲ص ۵۱)

اس روایت سے بھی اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بڑوں کی عزت' چھوٹوں پر شفقت:

اسلام نے انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے اہل ایمان کو بڑی عمر کے افراد کی عزت کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی تعلیم دی ہے' اور اس میں بھی رشتہ داری یا رنگ ونسل کی کوئی تفریق نہیں ہے' جو شخص بھی بڑی عمر کا ہو وہ اپنی عمر کے اعتبار سے عزت واحترام کا مستحق ہوتا ہے' اسی طرح بچہ خواہ کسی کا ہو' وہ اپنے بچپن کے اعتبار سے شفقت کا مستحق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے' اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے' اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے۔" (ترمذی شریف ج۲ص ۲۲۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نوجوان شخص کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی بنا پر تکریم کرے تو اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بوڑھے ہونے پر اس کے ساتھ بھی ایسے ہی اکرام کرنے والے کو مقرر فرمائے

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ: این آر ایو نمبو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ

گا۔(مشکوٰۃ شریف ج۲ص۴۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ کی عظمت میں شامل ہے کہ آدمی کسی بوڑھے مسلمان کی (اس کے بڑھاپے کی بنا پر) عزت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۲ص۴۲۳)

اسی طرح بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ اسلام کی اہم تعلیم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ کے بچے لائے جاتے تو آپ ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے' ان کو اپنی گود میں بٹھاتے اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھتے تاآنکہ ان بچوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت جاگزیں ہوجاتی تھی۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ:

مذہب اسلام میں صنف نازک یعنی خواتین کو ان کا حقیقی اور واقعی مرتبہ عطا کرنے پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں عورتوں کا بدترین استحصال عام تھا۔ دنیا کے کسی بھی مذہب اور قوم میں عورتوں کو واقعی حقوق حاصل نہیں تھے' ہر جگہ عورت کو محض ایک باندی اور مرد کی تسکین قلب کا ذریعہ سمجھ کر معاملہ کیا جاتا تھا' حتیٰ کہ بہت سے شقی القلب افراد رشتۂ دامادی سے بچنے کے لئے اپنی معصوم بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا کرتے تھے' ایسے سنگین ظالمانہ ماحول میں اسلام نے عورت کو عزت دینے کا نعرہ بلند کیا' اور ثابت کیا کہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش کا تسلسل ایک ہی ذات حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے' لہٰذا ان دونوں اصناف میں ظالمانہ تفریق کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی اعتبار سے دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین ہیں' اور ہر صنف کو اپنے حقوق کے مطالبہ اور اپنی ذمہ داریاں بجالانے کا حق حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اور عورتوں کا بھی حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔"

مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت صرف دنیوی نظام کی بقاء کے لئے ہے۔ ورنہ اللہ کی نظر میں محض کسی شخص کا مرد ہونا نہ تو قبولیت کی دلیل ہے اور نہ عورت کا عورت ہونا اس کی مقبولیت میں رکاوٹ ہے' بلکہ اللہ کے یہاں اصل معیار اس کے احکامات کی بجا آوری ہے' لیکن چونکہ مرد وعورت کی ساخت اور جسمانی بناوٹ میں قدرتی فرق ہے' اس لئے اسلام نے دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ متعین کردی ہیں' مساوات کا نعرہ لگا کر ان فطری ذمہ داریوں کو خلط ملط کیا جائے گا تو انسانیت مجروح ہوجائے گی اور نظام کائنات "غتربود" ہوجائے گا' اسلام نے عورت کے نان نفقہ کی مکمل ذمہ داری اس کے نگران مردوں پر رکھی ہے' شادی سے قبل باپ یا دیگر رشتہ داروں پر اور شادی کے بعد شوہر پر اس کے خرچ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھا کر عورت کو کمانے پر مجبور کرنا اسلام کی نظر میں انسانیت پر ظلم ہے' جس سے بچنا لازم ہے' اسلام کی نگاہ میں عورت کی عفت وعصمت اس کے لئے سب سے زیادہ قیمتی اور عزت کی چیز ہے۔ اگر عورت کی عفت داغ دار ہوجائے تو اس کے مفاسد اتنے خطرناک ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اسلام نے انسانیت کی بقا اور تحفظ کے لئے عورت کی عفت وعصمت کو مکمل طور پر تحفظ فراہم کرنے کی تعلیمات اپنے ماننے والوں کو دی ہیں۔ عورتوں کو نکاح اور پردہ کا پابند بنانا' ان کو محصور اور مقید کرنے یا انہیں حقوق سے محروم کرنے کے لئے ہرگز نہیں ہے' بلکہ یہ حکم عورت کی سب سے بڑی دولت عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے ہے۔ اسلام عورت کی نازک اور گراں قدر عزت وحرمت کو خیانت والی دردیدہ نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تاکہ عورت کی تابناکی میں بال برابر فرق نہ آئے اور یہ صنف نازک مکمل سکون' پاکیزگی اور پاک بازی کے ساتھ دنیا میں زندگی گزارتی رہے۔

مغرب میں عورتوں کے حقوق کی پامالی:

ایک طرف عورتوں کے متعلق اسلام کی پرسکون اور عزت بخش تعلیمات ہیں جن سے صرف نظر کرکے آج مغربی دنیا اسلام کو عورت کے حقوق کی پامالی کا مرتکب مذہب جتانے کا پروپیگنڈا کررہی ہے اور دوسری طرف آج کے مغربیت زدہ معاشرہ میں عورت کی جو درگت بنائی جارہی ہے' اس پر انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ آج مغرب میں عورتیں ہوس پرست مردوں کی طرف سے بدترین قسم کی زیادتیوں اور استحصال کا شکار ہیں' حد تو یہ ہے کہ وہ ممالک جہاں آزاد جنسی تعلق کی کوئی ممانعت نہیں ہے وہاں بھی ایک ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں واقعات زنا بالجبر کے پیش آتے ہیں' خاندانی رشتے مٹ چکے ہیں' ہوس پرستی میں انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہا ہے۔ عورت کو کمائی کی مشین اور محض مرد کی خدمت گار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مغرب کی عورتیں نہایت قابل رحم ہیں جو مساوات کے خوشنما نعرے کے اندھیرے میں بے حیا' ہوس پرستوں کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بن رہی ہیں۔ انہیں سکون وعافیت صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کے دامن ہی میں میسر آسکتا ہے۔ اسلام عورتوں کی تعلیم وترقی کا ہرگز مخالف نہیں' اور نہ عورتوں کی آزادی پر پابندی لگانا چاہتا ہے' عورت اپنے معاملات میں' تصرفات میں اور کردار میں یقیناً آزاد ہے لیکن وہ حرکتیں جن سے عورتوں کی انسانی عزت اور عفت داغ دار ہوجائے' اسلام ایسی کسی بھی حرکت کو عورت کے لئے جائز قرار نہیں دیتا' تاکہ اس کی انسانی شرافت وعظمت محفوظ رہے۔

☆☆..................☆☆

اولیاء اللہ کا تقویٰ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"بندہ اس وقت تک متقین میں سے شمار نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ بہت سی ایسی چیزوں کو استعمال کرنا نہ چھوڑ دے جن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں' ان چیزوں سے بچنے کے لئے جن کے استعمال کرنے میں حرج ہے۔" (ابن ماجہ عربی صفحہ ۳۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"بندہ تقویٰ کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو استعمال کرنا نہ چھوڑ دے جن کے استعمال سے دل میں کسی بھی قسم کی کھٹک پیدا ہوتی ہے۔" (بخاری شریف عربی ۱/۶)

ان ارشادات گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی حقیقت اور اس کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان مشتبہ چیزوں کے ساتھ ساتھ ان چیزوں سے بھی بچے جو دل میں کسی بھی قسم کی کھٹک کا باعث ہوں۔

تقویٰ کی اس حقیقت کو ہمارے اکابر و اسلاف نے سمجھا تھا' ان کے حالات و واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ حقیقی معنی میں تقویٰ کے اس مرتبہ پر فائز تھے' عبرت و نصیحت کے لئے اکابر و اسلاف کے چند واقعات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔

علامہ ابن سیرینؒ کا تقویٰ:

حضرت علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث' فقیہ' علم تعبیر الرؤیا کے ماہر اور انتہائی متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ شدت احتیاط کی وجہ سے تنگ دست ہوکر مقروض ہوگئے اور قرض ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے مدت تک جیل میں رہے' مؤرخین نے آپ کے قید ہونے کا سبب یہ لکھا ہے کہ:

"ایک مرتبہ آپ نے بغرض تجارت چالیس ہزار درہم کا تیل خریدا' تیل مشکیزوں میں تھا' اتفاق سے ایک مشکیزہ میں مرا ہوا چوہا ملا' آپ نے فرمایا ہوسکتا ہے یہ چوہا تیل کے ذخیرہ میں مرا ہو' چنانچہ آپ نے سارا کا سارا تیل (نجس قرار دے کر) بہادیا اور تیل کی قیمت ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے مقروض ہوگئے اور مدت تک جیل میں رہے۔" (سیر اعلام النبلاء ۴/۶۱۳)

حضرت علامہ ابن سیرینؒ کو جو صورت پیش آئی اس میں شرعی فتویٰ کے مطابق صرف اس مشکیزہ کا تیل ناپاک شمار ہوتا تھا جس میں مرا ہوا چوہا ملا تھا۔ لہذا صرف اسی مشکیزہ کا تیل ضائع کرنا کافی تھا لیکن چونکہ آپ پر شدت تقویٰ اور شدت احتیاط کا غلبہ تھا اس لئے آپ کو خیال آیا کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ چوہا تیل کے مرکز ذخیرہ میں گر کر مرا ہو اور پھر وہاں سے اس مشکیزہ میں آیا ہو' اس امکانی صورت کے پیش نظر آپ نے سارے مشکیزوں کا تیل نجس قرار دے کر ضائع کردیا اور تیل کی قیمت ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے مقروض ہوگئے اور مدت دراز تک جیل میں رہے۔

عبدالحمید بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ: "جیل کے داروغہ نے آپ سے کہا کہ رات کو آپ گھر والوں کے پاس چلے جایا کریں اور صبح کو آجایا کریں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں سلطان سے خیانت کرنے پر تیرا مددگار نہیں بنوں گا۔" (سیر اعلام النبلاء ۴/۲۱۶)

ایک مرتبہ آپ نے بیع کے طور پر غلہ خریدا' اس میں آپ کو اسی ہزار درہم کا فائدہ ہوا' لیکن آپ کے دل میں شک پیدا ہوگیا کہ اس منافع میں سود کا شائبہ ہے' اس لئے پوری رقم چھوڑ دی حالانکہ اس میں مطلق ربوا نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد ۷/۱۹۹)

ابن عونؒ فرماتے ہیں کہ: اگر کسی طرح آپ کے پاس کوئی کھوٹا درہم یا کھوٹا سکہ آجاتا تو اس سے قطعاً کوئی چیز نہیں خریدتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی' اس دن آپ کے پاس پانچ سو کھوٹے درہم تھے جو آگے نہ چلانے کی وجہ سے جمع ہوگئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷/۲۰۱)

ہشام بن حسانؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ اگر میں خواب میں بھی کسی عورت کو دیکھتا ہوں اور مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ غیر محرم ہے تو میں (خواب میں بھی) اس سے آنکھیں پھیر لیتا ہوں۔ (تاریخ طبری ۵/۳۳۶)

ابوعوانہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرینؒ کو کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتے دیکھا' میں نے دیکھا کہ آپ جن لوگوں کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ خود بخود اللہ کی تسبیح اور اللہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ (تاریخ طبری ۵/۳۳۷)

ختم نبوۃ

علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے ان محاسن کا بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ پر اتنا اثر تھا کہ وہ ان سے جنازہ کی نماز پڑھوانا باعث برکت سمجھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو آپ کے استاد بھی تھے انہوں نے مرض الموت میں وصیت کی تھی کہ ان کی وفات کے بعد ابن سیرین انہیں غسل دیں اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھائیں' اتفاق سے حضرت انسؓ کی وفات کے زمانہ میں آپ قید تھے' اس لئے حاکم شہر سے حصول اجازت کے بعد آپ تشریف لائے اور غسل' تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ کے بعد اپنے گھر والوں سے ملے بغیر سیدھے قید خانے چلے گئے۔ (وفیات الاعیان ۴/۱۸۲)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے نمازی تھے' ان کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت خواجہ حسن بصریؒ حجاج کے مظالم کی وجہ سے روپوش تھے' ان دنوں آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا۔ میں نے جلدی سے جاکر آپ کو اطلاع دی' میرا خیال تھا کہ آپ مجھ ہی کو نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیں گے' لیکن آپ نے فرمایا کہ محمد بن سیرینؒ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ (طبقات ابن سعد ۷/۲۰۴)

امام ابوحنیفہؒ کا تقویٰ:

حضرت امام صاحبؒ کے تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ ایک دنیا آپ کے تقویٰ کی معترف ہے' موافق ہوں یا مخالف' سب آپ کے تقویٰ وطہارت کی بابت مذکور ہیں' جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ عبرت وموعظت کے لئے چند واقعات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔

مشتبہ چیز کھانے سے اجتناب:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوٹ کی کچھ بکریاں (بعض مفسد لوگوں کے ذریعہ) کوفہ میں لائی گئیں' وہ بکریاں اہل کوفہ کی بکریوں۔ سے (ایسی) مخلوط ہوگئیں (کہ امتیاز باقی نہ رہا)' اس سے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کبھی کوئی قصاب لوٹ والی بکری کو خرید کر اس کا گوشت فروخت کردے' اس طرح لوگوں کے لئے حرام گوشت کھانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ حضرت امام صاحبؒ کو حرام گوشت کے کھانے سے بچنے کی فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں نادانستہ لوٹ کی بکریوں کا حرام گوشت ان کے گھر تک نہ پہنچ جائے) آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ سات سال' آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔

علامہ صالحی دمشقی جو اس واقعہ کے ناقل ہیں آگے فرماتے ہیں کہ میں نے مناقب کی کسی کتاب میں یہ بھی لکھا دیکھا ہے کہ انہی دنوں کچھ فوجیوں نے بکری کا گوشت کھا کر اس کے بچے ہوئے ٹکڑے کوفہ کے دریا میں پھینک دیئے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ مچھلی کتنے عرصہ تک زندہ رہ سکتی ہے؟ لوگوں نے آپ کو اس کی عمر کی بابت بتلایا کہ اتنے اتنے سال' چنانچہ آپ اتنے عرصہ مچھلی کھانے سے رکے رہے اور اتنے عرصہ مچھلی نہیں کھائی (کہ خدانخواستہ کہیں آپ کے پیٹ میں ایسی مچھلی نہ چلی جائے جس نے کسی لوٹ کی بکری کے گوشت کے دریا میں پھینکے گئے ٹکڑوں کو کھایا ہو)۔ (عقود الجمان صفحہ ۲۴۴)

مال کا عیب نہ بتانے کی وجہ سے ساری رقم صدقہ کردی:

علی بن حفص" فرماتے ہیں کہ: حفص بن عبدالرحمن حضرت امام صاحب کے کاروبار میں شریک (یعنی حصہ دار) تھے۔ حضرت امام صاحبؒ کے ذمہ مال کی فراہمی تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے حفص کے پاس سامان بھیجا اور انہیں یہ کہلوادیا کہ دیکھو فلاں کپڑے میں یہ عیب ہے' جب یہ سامان فروخت کرو تو خریدار کو وہ عیب بتلادینا' حفص نے وہ سامان فروخت کردیا اور کپڑے کا عیب بیان کرنا بھول گئے اور انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سامان خرید کرلے جانے والا کون ہے؟ حضرت امام صاحب کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو آپ نے اس سامان کی ساری رقم صدقہ کردی جو کہ تیس ہزار درہم بنتی تھی' اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے شریک حفص سے کاروبار میں علیحدگی اختیار کرلی۔ (عقود الجمان صفحہ ۲۴۰)

امام صاحب کے تقویٰ کے سبب مجوسی نے اسلام قبول کرلیا:

امام فخرالدین رازی شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ایک مجوسی کے ذمہ کچھ قرضہ تھا (ایک روز) آپ اس کے مطالبہ کے سلسلہ میں اس مجوسی کے گھر تشریف لے گئے' جب آپ اس کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچے تو آپ کی جوتی پر اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی۔ آپ نے (نجاست دور کرنے کی غرض سے) جوتی کو جھاڑا تو کچھ نجاست جوتی سے اڑکر مجوسی کے گھر کی دیوار پر جالگی' آپ اس صورت حال سے حیران ہوئے اور جی میں کہنے لگے کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ مجوسی کی دیوار کی بدنمائی کا سبب بنے گی' اور اگر اسے دیوار سے کھرچتا ہوں تو دیوار سے (نجاست کے ساتھ ساتھ) مٹی بھی جھڑے گی (اور یہ مجوسی کے نقصان کا سبب ہوگا) آپ نے (اسی حیرانی کی حالت میں مجوسی کا) دروازہ کھٹکھٹایا' جس پر ایک لونڈی باہر آئی' آپ نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے جاکر کہہ کہ ابوحنیفہ باہر کھڑے ہیں۔ مجوسی باہر آیا اور اس نے یہ خیال کرکے کہ یہ مال کا مطالبہ کرنے آئے ہوں گے' معذرت کرنی شروع کردی' امام

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ابوحنیفہؒ نے اس سے فرمایا کہ بھائی ماں کی بات چھوڑو یہاں تو اس سے بھی زیادہ اہم قصہ پیش آ گیا ہے' آپ نے دیوار پر نجاست لگ جانے کا قصہ ذکر کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ دیوار کے پاک وصاف کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ مجوسی (امام صاحبؒ کی اس حزم و احتیاط اور تقویٰ وللہیت کو دیکھ کر) بولا کہ دیوار تو بعد میں پاک کریں گے پہلے میں اپنے نفس کو پاک کرتا ہوں' چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ (التفسیر الکبیر ۱/۲۳۷)

نظر کی حفاظت:

خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں میں حج کو جانے لگا تو اپنی باندی امام ابوحنیفہؒ کے پاس چھوڑ گیا' میں مکہ مکرمہ میں تقریباً چار مہینہ رہا' واپس آیا تو میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ آپ نے اس باندی کی خدمت گزاری اور اخلاق کو کیسا پایا؟ آپؒ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک پڑھا اور وہ لوگوں کے دین کی حفاظت میں لگ گیا' حلال وحرام بتلانے لگا' وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے آپ کو فتنہ سے بچائے خدا کی قسم! میں نے تمہاری باندی کو جب سے تم چھوڑ کر گئے ہو اس وقت سے لے کر اب تک نہیں دیکھا۔ حالانکہ شرعاً اجنبیہ باندی سے پردہ نہیں ہے' دیکھنا جائز ہے۔ (دیکھئے ہدایہ ۴/۴۶۲ باب الکراہیۃ)

خارجہ بن مصعبؒ کہتے ہیں کہ میں نے باندی سے امام صاحبؒ اور ان کے گھریلو اشتغال کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی کہ امام صاحبؒ جیسا انسان تو میں نے دیکھا نہ سنا' میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے رات میں یا دن میں کبھی غسل جنابت کیا ہو' آپ جمعہ کے دن گھر سے نکلتے تھے اور فجر کی نماز پڑھ کر گھر چلے آتے تھے اور اس دن چاشت کی نماز بہت مختصر پڑھتے تھے کیونکہ آپ کا جمعہ کے دن بہت سویرے جامع مسجد جانے کا معمول تھا' چنانچہ آپ جمعہ کا غسل فرماتے' خوشبو لگاتے اور نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے' میں نے دن میں آپ کو کبھی بے روزے سے نہیں دیکھا' آپ رات کے آخری حصہ میں کھانا کھاتے' پھر تھوڑی دیر آرام فرماتے' پھر فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (عقود الجمان صفحہ ۲۴۴)

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن حسن (شیبانیؒ لڑکپن میں) نہایت حسین و جمیل تھے۔ امام صاحبؒ نے ایک بار انہیں دیکھا تھا' پھر کبھی نظر اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھا' جب انہیں سبق پڑھاتے تھے تو ستون کے پیچھے بٹھا لیتے تھے تا کہ دوران سبق ان پر نظر نہ پڑے۔ (تذکرۃ الاولیاء فارسی ۱/۱۸۸)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا تقویٰ:

امام عالی مقام حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں زہد وتقویٰ کے اندر اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ زہد وتقویٰ کی بنا پر خلیفہ کے ہدایا وغیرہ سے نہایت احتیاط برتتے تھے اور خلیفہ کے ہدیوں کو کسی صورت قبول نہیں فرماتے تھے' یہی آپ اپنی اولاد اور متعلقین سے بھی چاہتے تھے' آپ کے زہد وتقویٰ کے چند واقعات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں اور چچا اسحاق کو خلیفہ کی طرف سے مالی تحائف وہدایا لینے سے منع کیا' انہوں نے اپنی ضرورت وحاجت کا عذر پیش کیا (کہ ہم بامر مجبوری ضرورت کی وجہ سے وظائف و تحائف لیتے ہیں) تو آپ نے ان تینوں سے ایک ماہ کے لئے ان وظائف کے لینے کی وجہ سے بالکل بولنا ترک کر دیا۔ (طبقات الحنابلۃ ۱/۱۰)

ابوعبداللہ سمسارؒ کہتے ہیں کہ: امام احمدؒ کے صاحبزادے عبداللہؒ کی والدہ کا ایک مکان تھا' جو "درب" (بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے) میں ہمارے پڑوس میں تھا (عبداللہ کی والدہ کی وفات کے بعد وہ مکان کرایہ پر دے دیا گیا) امام احمدؒ بطور میراث اس گھر کے کرایہ میں سے ایک درہم لیتے تھے' ایک مرتبہ اس مکان کی درستگی اور اصلاح کرا دی' اس کے بعد احمدؒ نے اس مکان کے کرایہ کا وہ ایک درہم بھی لینا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میرے بیٹے نے میرا وہ ایک درہم (جو میرے رزق کا ظاہری سبب تھا) فاسد اور خراب کر دیا۔ (طبقات الحنابلۃ ۱/۱۰)

امام صاحبؒ کی باندی ان کا ایک واقعہ ذکر کرتی ہیں کہ امام احمدؒ جن دنوں مرض وفات کی تکلیف میں بستر علالت پر تھے ان دنوں میں نے ان کے لئے روٹی پکا کر ان کی خدمت میں پیش کی' امام احمدؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ روٹی تم نے کہاں پکائی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ (آپ کے صاحبزادے) عبداللہؒ کے گھر آگ جل رہی تھی' وہیں جا کر روٹی پکائی' امام احمدؒ نے سن کر فرمایا کہ اس روٹی کو میرے سامنے سے اٹھا لو' آپ نے وہ روٹی تناول نہیں فرمائی۔ (طبقات الحنابلۃ ۱/۴۳۰)

وجہ یہ تھی کہ آپ کے صاحبزادے عبداللہؒ خلیفہ کی طرف سے وظائف وغیرہ لے لیتے تھے اور حضرت امام صاحبؒ ان سے سخت احتراز فرماتے تھے۔

حضرت بشر حافیؒ کی ہمشیرہ کا تقویٰ:

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی تین بہنیں تھیں (۱) مضغہ' (۲) مخہ' (۳) زبدہ' یہ تینوں بہنیں نہایت ہی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ کتب تاریخ میں ان کے تقویٰ و طہارت کے بہت سے حیرت انگیز واقعات درج ہیں۔ عبرت کے لئے ایک دو واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت بشر حافیؒ کی بہن حضرت مخہ میرے والد (امام احمدؒ) کے پاس آئیں اور آ کر عرض کیا کہ میرا کل سرمایہ دو دانق ہیں جن سے میں روئی

خریدتی ہوں اور اسے کات کر نصف درہم (یعنی تین دانق) کے بدلے بیچتی ہوں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (یعنی پورے ہفتہ) اس ایک دانق کو اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات میں خرچ کرتی ہوں (کیونکہ تین دانق میں سے دو دانق تو رأس المال تھے جن کے ذریعہ وہ روئی خریدتی تھیں اس لئے پیچھے ایک دانق بچتا تھا جسے وہ ہفتہ بھر خرچ کرتی تھیں) مخہؒ نے کہا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رات کو میں روئی کات رہی تھی تو ابن طاہر جو بغداد کا محافظین کا نگران اعلیٰ تھا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزرا اس کے پاس قندیل تھی وہ کچھ دیر کے لئے وہاں (میرے گھر کے قریب) کھڑا ہوگیا اور لوگوں سے مصالح اور دیگر امور کے بارے میں گفتگو کرنے لگا میں نے قندیل کو غنیمت جان کر اس کی روشنی میں کچھ روئی کات لی پھر وہ لوگ چلے گئے اور روشنی غائب ہوگئی بعد میں مجھے یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس روشنی میں روئی کاتنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور مجھ سے سوال کریں گے (کیونکہ یہ قندیل سرکاری تھی اور اس کی روشنی صرف سرکاری کاموں کے لئے تھی) اے امام احمدؒ! آپ مجھے اس فکر اور پریشانی سے نجات دلائیں اور میرے لئے کوئی راستہ نکالیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی دنیوی و اخروی پریشانیوں سے نجات نصیب فرمائے۔

امام احمدؒ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم وہ دو دانق (یعنی اپنا رأس المال) اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اس کے بعد تمہارے پاس رأس المال نہیں رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا کوئی بہتر معاوضہ دے دیں۔ امام احمدؒ کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخہ کے جانے کے بعد میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ ابا جان! آپ اس عورت کو صرف اتنی کاتی ہوئی روئی خدا کی راہ میں صدقہ کرنے کا حکم فرماتے جتنی اس نے اس روشنی میں کاتی تھی تو بہتر ہوتا (تا کہ اس کا رأس المال اس کے پاس باقی رہتا) امام احمدؒ نے فرمایا کہ بیٹا! اس کے سوال میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں تھی (یعنی اس عورت کا سوال ہی اتنی شدید احتیاط اور تقویٰ پر مبنی تھا کہ اس احتیاط و تقویٰ کے مناسب یہی جواب تھا جو میں نے دیا) پھر آپ نے پوچھا کہ یہ کون عورت تھی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت بشر حافیؒ کی بہن تھیں آپ نے فرمایا انہیں یہ تقویٰ انہیں کے گھر سے نصیب ہوا۔ (طبقات الحنابلہ ا/۴۲۷)

امام احمدؒ کے یہی صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد (امام احمدؒ) کے پاس گھر میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے اس عورت نے کہا کہ اپنے والد صاحب سے کہو کہ میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔ اندر آنے کی اجازت دی جائے میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ وہ اندر آئی (اور میرے والد کے پاس آکر) بیٹھ گئی پہلے اس نے سلام کیا پھر یہ مسئلہ دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اون کاتتی ہوں بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے تو میں چاند کی روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائیں کہ) کیا مجھ پر لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چاند اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟ امام احمدؒ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا تم پر لازم ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی اس کے جانے کے بعد والد صاحب نے فرمایا: بیٹا! میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا (شدید احتیاط و تقویٰ پر مبنی) سوال کرتے ہوئے نہیں سنا تم اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے (تا کہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے) چنانچہ میں اس مقصد کے لئے اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر حافیؒ کے گھر میں داخل ہوئی معلوم ہوا کہ یہ عورت حضرت بشر حافیؒ کی بہن ہے واپس آکر میں نے والد صاحب کو بتلایا تو فرمانے لگے کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر حافیؒ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیز گار ہو۔ (طبقات الحنابلہ ا/۴۲۸)

قارئین کرام! آپ نے ماضی بعید کے بعض بزرگوں کے تقویٰ کے حالات ملاحظہ فرمائے اب ذرا ماضی قریب کے بعض بزرگوں کے تقویٰ کی حالت بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

حضرت نانوتویؒ کا تقویٰ:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے سوانح نگار مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ نقل فرماتے ہیں:

''حضرت نانوتویؒ کو یہاں تک مدرسہ کے مال سے احتیاط تھی کہ اگر کبھی بضرورت مدرسہ کے دوات قلم سے کوئی اپنا خط لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسہ کے خزانے میں داخل کر دیتے...... فرماتے کہ یہ بیت المال کی دوات ہے ہم کو اس پر تصرف جائز نہیں ہے۔'' (سوانح قاسمی ا/۵۳)

مولانا گیلانیؒ آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ کے مزاج میں حرارت بہت تھی اور موسم گرما میں سرد مکان بہت مرغوب تھا مدرسہ میں ایک سرد خانہ تعمیر ہوا اور گرمی کی بہت شدت تھی مولوی رفیع الدین (دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اول) نے عرض کیا کہ سرد خانہ تیار ہے وہاں دوپہر کو آرام کیا کیجئے فرمایا: ہم کون جو اس میں آرام کریں؟ وہ حق

ہے طالب علموں کا‘ اور کبھی آپ نے سرد خانہ میں جاکر استراحت نہ کی‘ گرمی کی تکلیفیں برداشت کرتے رہے۔“ (سوانح قاسمی ۱/۵۳۶)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا تقویٰ:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں:

”میں نے خود تو یہ واقعہ نہیں دیکھا‘ مگر دو واسطوں سے سنا ہے کہ حضرت اقدس سہارنپوریؒ کی خدمت میں ایک صاحب عزیزوں میں سے‘ جو بڑے رتبہ کے آدمیوں میں سے تھے‘ ملاقات کے لئے تشریف لائے‘ حضرت سبق پڑھا رہے تھے‘ اختتام سبق تک تو حضرت نے توجہ بھی نہ فرمائی‘ ختم سبق کے بعد حضرت ان کے پاس تشریف لائے‘ انہوں نے اصرار کیا کہ حضرت اس جگہ تشریف رکھیں‘ حضرت نے ارشاد فرمایا: ”مدرسے نے یہ قالین اسباق پڑھانے کے لئے دیا ہے‘ ذاتی استعمال کے لئے نہیں“۔ اس لئے اس قالین سے علیحدہ بیٹھ گئے۔ البتہ یہ واقعہ میرا ہمیشہ کا دیکھا ہوا ہے کہ مدرسہ قدیم (دفتر مدرسہ) میں حضرت کی ہمیشہ دو چارپائیاں رہتی تھیں۔ انہی پر حضرت آرام فرماتے تھے انہی پر بیٹھتے تھے‘ مدرسہ کی اشیاء کو استعمال کرتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔“ (آپ بیتی ۱/۲۹)

حضرت تھانویؒ کا تقویٰ:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ میں سہارنپور سے کانپور جارہا تھا‘ میرے ساتھ کچھ پونڈے (گنے) بھی تھے‘ میں نے ان کا وزن کرانا چاہا‘ جو لوگ رخصت کرنے آئے تھے انہوں نے تو میری رائے کی مخالفت کی ہی مگر خود اسٹیشن والوں نے بھی کہا کہ آپ لے جائیں ہم گارڈ سے کہہ دیں گے‘ کوئی مزاحمت نہیں کرے گا۔ میں نے پوچھا کہ یہ گارڈ کہاں تک جائے گا؟ جواب ملا کہ غازی آباد تک‘ میں ۔ نے کہا کہ آگے کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ وہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا‘ میں نے کہا کہ آگے کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ پھر وہ کانپور تک برابر رہے گا اور کانپور آجائے گا۔ میں نے کہا کہ آگے کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ بس آگے تو کانپور آجائے گا اور سفر ختم ہوجائے گا‘ میں نے کہا کہ نہیں‘ اس سے آگے آخرت ہوگی‘ وہاں کون سے گارڈ مزاحمت سے بچائیں گے‘ سب چپ ہوگئے اور محصول لیا گیا۔“ (ضرورۃ العلم ۴)

ہفت روزہ ختم نبوت اب درج ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھا جاسکتا ہے:

http:www.weekly khatm-e-nubuwwat.clickhere2.net

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار‘ میٹھادر کراچی

الراعی
الراعی حج اور عمرہ گروپ
ہمیشہ کی طرح خدمت میں پیش پیش
ریگولر/اسپانسرشپ/اوپن حج اسکیم کے تحت ذاتی/حکومت کی رہائش
ہوائی ٹکٹ + ویزہ عمرہ + ٹرانسپورٹ جدہ تا مکہ مکرمہ + مکہ مکرمہ میں 2 رات قیام
اندرون/بیرون ملک ہوائی سفر کے لئے ٹکٹ
صرف 25000/- روپے
الراعی ٹریول (گورنمنٹ لائسنس نمبر 2010)
733- سی‘ سینٹرل کمرشل ایریا‘ نزد طارق سینٹر‘ طارق روڈ‘ بلاک نمبر 2‘ پی ای سی ایچ ایس
پوسٹ بکس نمبر 8930‘ کراچی-75400‘ فون: 438 5742-453 8539
ای میل alraeetravel@hotmail.com موبائل (0300)8207720 فیکس (0092-21)4528934

ختم نبوۃ

عجائبات مرزا قادیانی

مولانا لال حسین اخترؒ

مرغ، بلی اور چوہا:

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

"رویا دیکھا، چند آدمی سامنے ہیں، ایک چادر میں کوئی شے ہے، ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں، دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں، اور ایک بکرا ہے (چادر میں بکرا، سبحان اللہ، عجائبات در عجائبات) میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا، تا کہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے، راستہ میں ایک بلی ملی جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی، اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ (وہ تو خیر گزری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی، ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جا سکتے تھے؟ اور بکرے بے چارے کی تو بلی تکا بوٹی کر دیتی)۔" (البدر نمبر۱ جلد ۲۰ ۱۹۰۵ء مکاشفات ص۴۲ تذکرہ ص۵۵۸ طبع ۳)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے "بلی کو چوہے کا خواب" کی ضرب المثل سچ کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی بلی تھی کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہئے کہ آئندہ ربوہ (چناب نگر) کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لئے ہدیہ تشکر کی قرارداد منظور کریں کہ اس بلی نے مرغوں، بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی، اگر وہ حملہ آور ہو جاتی تو مرغوں، بکرے اور خود جناب (مرزا صاحب) کی خیر نہ تھی۔

"رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت"

مرغی کا الہام:

مرزا غلام احمد قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:

"رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے، وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں رہے، مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا: "ان کنتم مسلمین" اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا: "انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین۔" (بدر جلد۲ نمبر۱۶ ۱۹۰۶ء مکاشفات ص۴۷ تذکرہ ص۵۸۰ طبع ۳)

مرزائیو! شکر کرو کہ تمہارے "مسیح موعود" کی روایتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا، اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو مع الہام بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کو سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سؤر کو الہام:

میر محمد اسماعیل قادیانی لکھتے ہیں:

"ایک جاہل شخص مسیح موعود (مرزا) کا نوکر تھا۔ اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود (مرزا) پڑ گیا۔ وہ سو رہا تھا اسے الہام ہوا کہ "اٹھ او سؤرا نماز پڑھ۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۳/ اکتوبر ۱۹۳۶ء ص۶)

سچ ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسا قادیانیوں کا مسیح، ویسے ہی نوکر، ویسی ہی برکت، ویسا ہی فرشتہ ویسا ہی الہام۔

کذاب فرشتہ:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"رویا: کوئی شخص ہے، اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو، مگر وہ نہیں کرتا، اتنے میں ایک شخص آیا، اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں، اس کے بعد ایک اور شخص آیا، جو الٰہی بخش کی طرح ہے، مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے، تو وہ اس قدر ہو گئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا، تو اس نے کہا: میرا کوئی نام نہیں، دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ: میرا نام ہے ٹیچی۔" (مکاشفات ص۳۸ تذکرہ ص۵۲۹۔۵۲۸ طبع ۳)

مرزا جی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطا کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا

ختم نبوۃ

کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ مرزائیوں کے "ظلی و بروزی نبی" کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہوسکتا ہے۔ مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا تو اس نے کہا: میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا جی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا دوسری دفعہ۔

مرزائیو! جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار؟ سچ ہے' جیسی روح ویسے فرشتے!

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

یہ تو خیر سے پرائمری فیل ہے۔ اگر مڈل پاس ہوجاتے تو جانے کامیابی کا معیار کیا ٹھہراتے اور کیا سے کیا بن جاتے۔ ذہنی افلاس اور دماغی قلاشی کا یہ حال کہ پرائمری تک پاس نہیں کرسکتے' اور تعلی یہ کہ حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نیچے کوئی درجہ نظر ہی نہیں آیا۔

بندگی پر بھی خدائی کے ہیں دعوے کب سے
اب تو یا رب ترے بندوں کی طبیعت بدلے

اور پھر یہ پرائمری فیل ہوکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جانے کے امکانات صرف بیٹے تک محدود نہیں' باپ کا بھی یہی حال ہے۔ وہ خیر سے امتحان تو مختاری کا پاس نہ کرسکے مگر نقل کفر کفر نباشد' بڑھ گئے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ایک مردود مرید قاضی اکمل قادیانی کی ملعون زبان بکتی ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(البدر ص ۱۴/۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء قادیان ج ۲ نمبر ۴۳)

"الفضل" اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بجائے قریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ شعر اس نظم کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف ساعت حاصل کرنے اور "جزاکم اللہ تعالیٰ" کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کرکے اپنی کمزوری ایمان و قلب عرفان کا ثبوت دے۔"

(الفضل ۲۲/ اگست ۱۹۴۴ء جلد ۳۲ نمبر ۱۹۶ ص ۴)

تف ہے اس ایمان پر اور لعنت ہے اس عرفان پر:

گر ولی اینست لعنت بر ولی

مختاری فیل "مسیح موعود":

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "سے بڑھ کر شان" والے منشی غلام احمد خیر سے کھوتا رام جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو اور سکھ پاس کرلیتے تھے وہ مرزا صاحب پاس نہ کرسکے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے' مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں...... آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی' اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا' پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے' اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۷، ۱۳۸ص:۱۵۰ روایت طبع دوم)

چہ خوب! گویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دنیوی اشغال کا پیش خیمہ تھا' مگر فیل اور ناکام ہونا' مدارج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ:

"جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی"

"چھوٹے میاں" (بشیر احمد صاحب) کا یہ آخری فقرہ "انگور کھٹے ہیں" کے مصداق بہت دلچسپ ہے' مگر اس سے زیادہ دلچسپ "بڑے میاں" (محمود احمد صاحب) کا ارشاد ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں:

افیمی استاد کا افیمی شاگرد:

"حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا' وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا' کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا؟" (الفضل ۵/ فروری ۱۹۲۹ء)

گویا مرزا صاحب اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اسی کا استفادہ کرتے تھے' چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے:

ا:...... میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا' خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جزو افیون تھا' اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف

ختم نبوۃ

امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔'' (الفضل ۱۹/ جولائی ۱۹۲۹ء' افیون تذکرہ ص ۱۱۱ ج ۳ افیون کا استعمال تذکرہ ص ۶۱ طبع ۳ سیرت المہدی ص ۲۸۲ ج ۳)

۲:......''آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے' پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے' اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے' مگر کئی دوست کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔''

(الفضل ۲۲/ مارچ ۱۹۳۵ء)

۳:......صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے' جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے' تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھلنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۲ ص ۵۵ طبع ۲)

۴:......''بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی' اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا' اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی جوتا ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸)

۵:......''بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی' کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی' کبھی ایک جراب سیدھی' دوسری الٹی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم نمبر ۴۶۹ ص ۱۲۷ طبع دوم)

۶:......''کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ' صدری' ٹوپی' عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے تھے اور رات بھر تمام کپڑے......بستر' سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸)

اس سلسلہ میں چند ایک مریدان باصفا کی روایت بھی سن لیجئے:

۷:...... ''آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے' اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے' اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔'' (مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین طبع اول ص ۶۷ مرتبہ معراج الدین قادیانی)

۸:......''ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا' آپ (مرزا صاحب) نے اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔'' (منکرین خلافت کا انجام ص ۹۶ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

۹:......''نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔''

(اخبار الحکم قادیان ۲۴/ فروری ۱۹۳۵ء)

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے' تاہم اہل فکر و نظر کے لئے اتنا کافی ہے۔

دریائے خوں بہانے سے اے چشم فائدہ!
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال:

آہ! انسانیت کی بدقسمتی اور دین کی مظلومی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے' چابیاں سنبھالنے' اپنی شلوار کا ازار بند کھولنے' جراب اور جوتا پہننے' کاج میں بٹن لگانے' استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے' حتیٰ کہ سیر کے وقت چلنے اور داڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعوے کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے

تخت نبوت و رسالت اور سید المرسلینؐ سے تاج رشد و ہدایت چھیننے کے۔

بادۂ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل:

روزنامہ ''الفضل'' اور قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر سکتے ہیں' اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا' لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزا جی' ''عشق رسول'' کے مختلف مدارج تقابل و ہمسری' تفوق و برتری اور وحدت و عینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے ہیں اور مقام مقصود پر آتے ہیں' یعنی نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت اور کرسی نبوت سے اٹھاتے ہیں اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب سر کر کے تخت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں' سنئے اور جگر تھام کر سنئے' مرزا جی کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں:

''اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں' یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں' کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا' سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۷ روحانی خزائن ص ۴۴۷ ج ۱۷)

فرمایئے! کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی؟ کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمدؐ پر اس بے حیائی سے ڈاکہ زنی کے بعد بھی غلام احمد کی ''نبوت'' کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمرہ قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے:

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مفضولیت کی خرافات اور بکواس سے گزر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی ناپاک سعی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور قادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا؟

ہرگزم باور نمی آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ باگفتن و دین پیمبر داشتن

مسلم لیگ اور اسلام:

میاں..........اور..........اگر اپنی تقریروں سے مسلم لیگ میں انتشار کا موجب ہوں تو انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

مجلس عاملہ پاکستان مسلم لیگ نے کراچی میں میاں صاحب اور سردار صاحب کو پارٹی سے پانچ پانچ سال کے لئے خارج کرتے ہوئے ان کے خلاف حسب ذیل فرد جرم مرتب کی ہے:

''میاں صاحب اور سردار صاحب نے جماعتی نظم و ضبط کا خیال کئے بغیر مجلس دستور ساز میں پارٹی کے فیصلوں کے خلاف تقریریں کر کے مسلم لیگ کے مفاد کو نقصان پہنچایا' بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ میں پاکستان پارلیمنٹ کی حیثیت کو چیلنج کیا۔ انہوں نے پارٹی میں انتشار و بدنظمی پھیلانے کے لئے تخریبی کارروائیاں کیں اور مسلم لیگ کو رسوا کرنے کی کوشش کی۔''

مگر آہ مرزا غلام احمد' میاں محمود احمد اور دوسرے مرزائیوں کی اس قسم کی تقریروں سے نہ ملی نظم و ضبط کو صدمہ پہنچتا ہے نہ اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے نہ دین کی حیثیت کو چیلنج ہوتا ہے' نہ اس کی رسوائی ہوتی ہے' اور نہ ملت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں معزز معاصر ڈان بعنوان: ''پارٹی سے بغاوت کی سزا'' لکھتا ہے:

گورنمنٹ' اس کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر انہوں نے سخت حملے کئے ہیں' انہوں نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا' بلکہ دستوریہ پاکستان اور پارلیمنٹ کی نیابتی حیثیت پر بھی اعتراض کیا' پاکستان کا کون سا نظام اور ادارہ باقی رہ گیا' جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ ان کی نظر میں اس کا احترام ہے' ان کے اور مسلم لیگ پارٹی کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ گئی تھی' جو انہیں پارٹی کا رکن باقی رکھا جاتا۔''

بالکل انہیں الفاظ میں ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ ان کے کرتوت کو بغور دیکھ کر ہمیں بتلایا جائے کہ مرزائیت اور اسلام کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ جاتی ہے کہ مرزائیوں کو ملت اسلامیہ کا رکن باقی رکھا جائے؟ جب وہ اسلام کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر شدید حملے نہ کریں' بلکہ خود سید الانبیاء' رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت کو ختم کر کے مرزا غلام احمد تخت و تاج نبوت پر قابض ہونے کی ملعون کوشش کرے تو پھر اسلام کا باقی کیا رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ مرزائیت کی نظر میں اس کا احترام ہے؟

الحاصل مرزا غلام احمد' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حریف و مقابل اور بدترین مخالف و معاند ہے' اور امت مرزائیہ' امت محمدیہ سے بالکل جدا اور مغائر! اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ شامل رکھنا اسلام کی مظلومیت کا دردانگیز مظاہرہ ہے اور ملت کی مجبوری کا المناک نظارہ جسے دیکھ کر حساس و دین دار فرزندان اسلام کا دل گھٹتا اور جگر پھٹتا ہے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست و پا کو دیدہ بینا نہ چاہئے!

☆☆..........☆☆

نعتیہ غزل

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

کیوں شکوۂ غم اے دل ناشاد کرے ہے
اک غم ہی تو ہے جو تجھے آباد کرے ہے

صیاد یہ کیا کیا ستم ایجاد کرے ہے
اب سارے گلستاں ہی کو برباد کرے ہے

کس حال میں اب ہائے وہ آزاد کرے ہے
دل قید سے چھٹتے ہوئے فریاد کرے ہے

یہ عشق تو ہر حال میں راضی برضا ہے
اب جو بھی ترا حسن خداداد کرے ہے

دل محو محبت ہے اسے کچھ نہیں پروا
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے

پاوے ہے وہی عشق سرافرازیٔ عالم
جس عشق پہ وہ حسن ازل صاد کرے ہے

ہاں ساقیٔ کوثر سے صبا عرض یہ کرنا
اک رند یہ مست بہت یاد کرے ہے

اک عاشق بے نام ہے مشتاق زیارت
دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے

درویش زبوں حال ہے اے جان دو عالم
ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے

اے باد صبا راہ تری دیکھ رہا ہوں
اب آ کے سنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

رہتا ہے نفیس ان دنوں ارباب جنوں میں
دیوانہ ہے رسوائی اجداد کرے ہے

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- **خریدار بنیئے — بنایئے**
- **اشتہارات دیجئے**
- **مالی امداد فراہم کیجئے**

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے